محمد وسیم اختر مفتی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

(۳)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۳۵ھ میں مملکت اسلامیہ کے بڑے شہروں میں حضرت عثمان کے خلاف پروپیگنڈہ شروع ہو گیا۔لوگوں کے مشورہ پر حضرت عثمان نے ان شہروں میں تحقیقاتی افسر روانہ کیے۔حضرت محمد بن مسلمہ کوفہ،حضرت اسامہ بن زید بصرہ،حضرت عمار بن یاسر مصر اور حضرت عبداللہ بن عمر شام کی طرف بھیجے گئے۔تینوں حضرات واپس آ گئے اور خیر کی خبر دی،جبکہ حضرت عمار نے تاخیر کر دی۔ان کے شہید کیے جانے کا شبہ ہونے لگا تھا کہ ابن ابی سرح کا خط آیا،اہل مصر نے حضرت عمار کو اپنا ہم رائے بنا لیا ہے،بغاوت پر آمادہ لوگ ان کے پاس اکٹھے ہونے لگے ہیں اور انھوں نے حضرت عمار کی مدینہ واپسی موخر کرا دی ہے۔حضرت عمار مصر سے لوٹے تو حضرت سعد بن ابی وقاص ان سے ملے اور کہا:ابوالیقظان،آپ اہل خیر میں سے ہیں،میں نے سنا ہے کہ آپ امیر المومنین کے خلاف مسلمانوں کو اکسا کر فساد پھیلا رہے ہیں،حضرت عمار غضب ناک ہو گئے،عمامہ اتار کر کہا:میں نے عثمان کو ایسے ہی معزول کر دیا ہے جس طرح یہ عمامہ اتارا ہے۔حضرت سعد بولے:اب جبکہ آپ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں،ہڈیاں کمزور پڑ گئیں اور زندگی پوری ہونے کو ہے،اسلام کا قلادہ گردن سے اتار دیا ہے۔حضرت عمار غصے میں لوٹ گئے اور حضرت سعد رونے لگے۔حضرت عثمان پر ان کے غصے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ انھوں نے عتبہ بن ابولہب کے بیٹے عباس کو گالی دی تو حضرت عثمان نے انھیں سزا دلوائی۔حضرت سعد بن ابی وقاص کے بہت روکنے پر بھی حضرت عمار خلیفۂ ثالث کے خلاف مہم چلانے سے منع نہ ہوئے۔

۳۵ھ ہی میں مصر، کوفہ اور بصرہ کے قریباً دو ہزار باغیوں نے مدینہ کا رخ کر لیا۔ حضرت عثمان نے ان سے گفت و شنید کرنے اور انھیں شہر میں داخل ہونے سے روکنے کی ذمہ داری حضرت علی کو سونپی۔ کبار صحابہ کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ گئی۔ خلیفۂ سوم نے حضرت عمار بن یاسر کو بھی حضرت علی کے ساتھ چلنے کو کہا، لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو بھیجا کہ حضرت عمار کو جانے پر آمادہ کریں، لیکن حضرت عمار اپنے انکار پر سختی سے قائم رہے۔ حضرت محمد بن ابوبکر، حضرت محمد بن ابوحذیفہ (شاذ روایت: محمد بن جعفر) اور حضرت عمار بن یاسر ہی تین افراد تھے جن سے باغی تائید کی توقع رکھتے تھے۔ بلوائیوں نے دیگر الزامات کے ساتھ حضرت عثمان پر یہ الزام بھی لگایا کہ انھوں نے حضرت عمار بن یاسر اور حضرت محمد بن ابوبکر کو پٹوایا۔ حضرت عثمان نے ان دونوں کو دی جانے والی سزاؤں کو برحق قرار دیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اپنی تمام تر ناراضی کے باوجود حضرت عمار بن یاسر نے اس بات کی ہرگز تائید نہیں کی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا جائے۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ حضرت عثمان خلافت چھوڑ دیں، البتہ ان کی شہادت کے بعد ابوجہم بن حذیفہ نے قصاص کی بات کی تو حضرت عمار نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی و معاویہ کشمکش میں حضرت عمار بن یاسر حضرت علی کے حلیف اور طرف دار رہے۔ ۳۵ھ میں وہ حضرت علی کے معتمد خاص بن گئے۔ جنگ جمل سے پہلے انھوں نے حضرت طلحہ و زبیر کے خلاف عوامی مہم چلائی اور کوفہ کی آبادی کو حضرت علی کی حمایت پر جمع کر دیا۔ قاتلین عثمان سے قصاص لینے کا مطالبہ کرنے والے کوفہ میں جمع ہو چکے تھے۔ حضرت علی نے ان سے بات کرنے کے لیے پہلے اشتر اور عبداللہ بن عباس کو بھیجا۔ انھوں نے کوفہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ملاقات کی تو انھوں نے کہا: تم شہید مظلوم حضرت عثمان کی تائید کرو گے تو فتنہ رفو ہو گا۔ اشتر اور ابن عباس لوٹ آئے تو حضرت علی نے حضرت حسن اور حضرت عمار کو کوفہ بھیجا۔ حضرت عمار کو نصیحت کی کہ فساد ختم کرنے کی کوشش کرنا۔ دونوں کوفہ پہنچے، مسجد میں آئے تو مسروق بن اجدع آگے بڑھ کر حضرت عمار سے مخاطب ہوا: تم لوگوں نے حضرت عثمان کو کیوں قتل کیا؟ حضرت عمار نے جواب دیا: انھوں نے ہماری عزتوں کو گالی گلوچ اور ہمارے جسموں کو مار پیٹ سے پامال کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمار بن یاسر سے سوال کیا: ابوالیقظان، کیا آپ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر امیر المومنین سیدنا عثمان پر حملہ کیا اور انھیں شہید کیا؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے ایسا نہیں کیا، لیکن مجھے برا بھی نہیں لگا۔ حضرت ابوموسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ''جلد ہی ایک ایسا فتنہ رونما ہو گا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہو گا، کھڑا ہوا پیدل چلنے والے سے بہتر ہو گا اور پیدل چلنے والا

سوار سے بہتر ہوگا''[*] سنایا تو حضرت عمار غصے میں آ گئے اور انھیں گالیاں دے ڈالیں۔ اس موقع پر بنوتمیم کا ایک شخص حضرت ابوموسیٰ کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت عمار کو سب وشتم کرنے لگا۔ حضرت عمار اور حضرت ابوموسیٰ میں بہت جھگڑا ہو گیا، اسی شور وغوغا میں مجمع منتشر ہو گیا۔ ادھر اشتر نے گورنر حضرت ابوموسیٰ کے بچوں کو مارا پیٹا اور محل سے باہر نکال دیا۔ اس نے محل خالی کرنے کے لیے حضرت ابوموسیٰ کو ایک رات کی مہلت دی۔ اسی مجلس میں جب حضرت عمار اور حضرت حسن کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑے خطاب کر رہے تھے، ایک شخص نے سیدہ عائشہ کو گالی دے ڈالی۔ حضرت عمار نے اسے ڈانٹ کر بٹھا دیا اور کہا: خاموش ہو جا او لاخیرے، بیچ انسان! عائشہ دنیا و آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے یہ معلوم کرنے کے لیے تم کو آزمایش میں ڈالا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی (بخاری، رقم ۳۷۷۲)؟

جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل ہوئی جس میں دس ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے۔ اس جنگ میں حضرت علی، حضرت عمار، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، حضرت ابن زبیر، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت سہل بن حنیف اور کئی صحابہ نے حصہ لیا۔ حضرت عمار بن یاسر گھڑسوار فوج کے کمانڈر تھے۔ حضرت زبیر بن عوام سیدہ عائشہ کی فوج میں تھے، حضرت عمار کو ان پر بہت غصہ تھا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جنگ انھی کی وجہ سے شروع ہوئی ہے۔ وہ بڑھ بڑھ کر ان پر حملہ کرتے رہے، لیکن حضرت زبیر اپنے آپ کو بچاتے رہے اور کوئی جوابی حملہ نہ کیا۔ حضرت عمار انھیں نیزہ مارنے لگے تھے کہ حضرت زبیر نے روک کر پوچھا: ابوالیقظان، کیا آپ مجھے مار ہی ڈالیں گے؟ انھوں نے کہا: نہیں، اے ابوعبداللہ، تم نکل جاؤ، میں بھی ہٹ جاتا ہوں۔ آخر کار حضرت زبیر نے جنگ سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ان کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تھا: ''عمار، تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' انھوں نے سوچا کہ اگر اس معرکہ میں حضرت عمار شہید ہو گئے تو ہماری فوج تو باغی قرار پائے گی۔ بصرہ کے سابق قاضی عمیرہ بن یثربی سیدہ عائشہ کے اونٹ کے سر پر کھڑے اس کی حفاظت کر رہے تھے۔ حضرت علی بولے: اونٹ پر کون حملہ کرے گا؟ ہند بن عمرو جملی نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عمیرہ نے انھیں روکا اور دو واروں میں قتل کر دیا۔ پھر علبا بن ہیثم بڑھے اور عمیرہ کے ہاتھوں ختم ہوئے۔ عمیرہ نے سیحان بن صوحان کو بھی موت سے ہم کنار کیا، پھر صعصعہ کو شدید زخمی کیا اور وہ بھی چل بسے۔ اس کے بعد انھوں نے یہ فخریہ اشعار پڑھے:

إنما لمن ينكرني ابن يشربي　　　قاتل علباء و هند الجملي

''جو مجھے نہیں جانتا، جان لے کہ میں ابن یثربی ہوں، علباء اور ہند جملی کا قاتل ہوں۔''

* بخاری، رقم ۷۰۸۱۔

وابن صوحان علی دين علي

''اور ابن صوحان کا بھی جس نے علی کا ساتھ دیتے ہوئے جان دی۔''

أضربهم ولا أرى أبا حسن　　كفى بهذا حزنًا من الحزن

''میں ان پر وار کرتا رہا، میں نہیں سمجھتا تھا کہ ابوالحسن (علی) کے لیے یہ ایک غم کافی ہوگا۔''

إنما نمر الأمر إمرار الرسن

''ہم اس معاملے کو نکیل کی رسی کی طرح بار بار کھینچیں گے۔''

حضرت عمار پکارے: تو نے ایک مضبوط قلعے (سیدہ عائشہ) کی پناہ لے رکھی ہے، تمھارے تک پہنچنے کی راہ نہیں۔ تو اپنے دعوے میں اگر سچا ہے تو اس لشکر سے نکل کر میری طرف آ۔ عمیرہ نے اونٹ کی مہار بنو عدی کے ایک شخص کو پکڑائی اور فوجوں کے مابین کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمار سامنے آئے تو عمیرہ نے وار کیا جو حضرت عمار نے چمڑے کی ڈھال سے بچایا پھر انھوں نے تاک کر عمیرہ کے پاؤں کا نشانہ لیا۔ پاؤں کٹ جانے سے وہ پیٹھ کے بل آن گرے۔ انھیں قید کر کے حضرت علی کے پاس لے جایا گیا تو انھوں نے رحم کی اپیل کی، لیکن حضرت علی نے یہ کہہ کر قتل کرا دیا کہ کیا تین آدمیوں کی جان لینے کے بعد بھی معافی کی گنجایش ہے؟

حضرت علی نے اپنے سپاہیوں کو بار بار حکم دیا: سیدہ عائشہ کے اونٹ کو نشانہ بناؤ، کیونکہ اس کے گرے بغیر جنگ ختم نہ ہوگی۔ اونٹ کی حفاظت کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمان بن عتاب، حضرت جندب بن زہیر، حضرت عبداللہ بن حکیم اور سینکڑوں افراد شہید ہوئے، حضرت عبداللہ بن زبیر کو بہتر زخم آئے۔ آخر کار ایک شخص نے اونٹ کے پاؤں پر تلوار ماری تو وہ بلبلا کر سینے کے بل بیٹھ گیا۔ اب اہل جمل منتشر ہوئے اور جیش علی نے اونٹ کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت قعقاع بن عمرو، حضرت محمد بن ابوبکر اور حضرت عمار بن یاسر نے سیدہ عائشہ کے کجاوے کی رسیاں کاٹیں اور اسے اٹھا کر لاشوں سے پرے رکھ دیا۔ پردے کے لیے چادریں تان دی گئیں، حضرت علی اور تمام کمانڈروں نے ام المومنین کو سلام کیا۔ حضرت عمار روبرو آئے اور پوچھا: اماں جان، آج آپ نے اپنے بیٹوں کی لڑائی کو کیسا پایا؟ انھوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ بتایا: آپ کا تابع فرمان بیٹا عمار، سیدہ عائشہ نے کہا: میں تیری ماں نہیں ہوں۔ حضرت عمار بولے: آپ ماں ہی ہیں چاہے آپ کو برا لگے۔ دو دن کے بعد حضرت علی نے سیدہ عائشہ کو بڑے اہتمام کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ کیا۔ بصرہ کی چالیس عورتیں اور ان کے بھائی حضرت محمد بن ابوبکر ساتھ تھے۔ وقت رخصت حضرت عمار بن یاسر نے کہا: آپ کا یہ سفر اس ذمہ داری سے کتنا ہی بعید ہو گیا ہے جو آپ کو دی گئی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: واللہ، تم سچ کہہ رہے ہو۔ حضرت عمار بولے: شکر ہے اس اللہ کا جس نے آپ کی نوک زبان پر میرے حق میں فیصلہ دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

صفین دریاے فرات کے کنارے شام میں واقع ہے۔ یہاں ۳۶ھ اور ۳۷ھ میں جنگ صفین ہوئی، پہلا حصہ ذی الحجہ ۳۶ھ کے ایک ماہ پر محیط رہا جس میں معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ محرم کی حرمت میں ایک مہینے کی تعطیل ہوئی اور یکم صفر ۳۷ھ (دوسری روایت: ربیع الثانی ۳۷ھ) کو جنگ کا دوبارہ آغاز ہوا، یہ مرحلہ نو دن جاری رہا۔ حضرت عمار بن یاسر نے اس جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ کوفہ کی پیادہ فوج کے امیر، جبکہ حضرت زیاد بن نضر گھڑسوار دستے کے قائد تھے۔ ماہ صفر کا پہلا جمعہ آیا، جنگ کو دوبارہ شروع ہوئے تین دن ہو چکے تھے، حضرت عمار بن یاسر کا مقابلہ عمرو بن عاص کے دستے سے ہوا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، حضرت زیاد بن نضر کے حملے کو شامیوں نے روک لیا، لیکن جب حضرت عمار نے ہلہ بولا تو وہ پسپا ہونے لگے، دن کے اختتام تک حضرت عمار نے عمرو کی فوج کو پرے دھکیل دیا۔ جنگ صفین کے ساتویں روز حضرت عمار بن یاسر اور حضرت قیس بن سعد قرآن مجید کی تلاوت اور رجز خوانی پر مامور تھے۔ وہ آیات قتال کی قراءت کر کے سپاہیوں کو جوش دلا رہے تھے۔ آٹھویں دن جیش علی کے میمنہ و میسرہ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ سورج ڈوبنے کو تھا، دونوں فوجوں کے دستہ ہاے راست وچپ برسر پیکار تھے، جبکہ قلب ہنگامۂ کارزار سے محفوظ تھے۔ آخر کار حضرت عمار بن یاسر نے خطاب کیا: اے اللہ، ان فاسقوں سے جہاد کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل آج مجھے پسند نہ ہوگا۔ جو شخص اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس کو مال و اولاد کی طرف لوٹنے کی خواہش نہیں، ایک جتھے کی صورت میرے ساتھ آ جائے۔ ہمارے ساتھ مل کر ان لوگوں پر حملہ کر دو جو مطالبہ تو حضرت عثمان کے قصاص کا کر رہے ہیں، لیکن دنیا کے پجاری ہیں اور دلوں میں باطل ارادے چھپائے ہوئے ہیں۔ ایک جماعت ان کے ساتھ چل پڑی، حضرت علی کے علم بردار ہاشم بن عتبہ کو لے کر وہ جیش معاویہ کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ جانے سے پہلے دودھ کا پیالہ مانگا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، دنیا سے جانے سے پہلے آخری شے جو تم نوش کرو گے دودھ کا گھونٹ ہوگا (احمد، رقم ۱۸۷۸۲)۔ پانی ملا دودھ پی کر کہا: الحمد للہ، جنت نیزوں کے سائے میں ہے۔ پھر پکارے: عمرو بن عاص، تو برباد ہو، تو نے مصر میں اپنا دین بیچ ڈالا۔ ایک روایت کے مطابق شام کی ایک باندی نے دودھ کا پیالہ پیش کیا، حضرت عمار نے گھونٹ بھر کر احنف کو دیا، انھوں نے گھونٹ لے کر باقی دودھ بنو سعد کے ایک شخص کو پلا دیا۔ رات ہو چکی تھی، مدمقابل قلب کے کمان دار ذوالکلاع نے مشکل سے یہ حملہ روکا۔ خوب تلوار چلی، حضرت عمار نے مبارزت میں دو آدمیوں کو قتل کیا، پھر خود زخمی ہو گئے اور اسی ہلے میں جام شہادت نوش کیا۔ ابوالغادیہ نے نیزہ مارا، وہ گر پڑے تو ابن حوی سکسکی نے جھک کر ان کا سر کاٹ لیا۔ کچھ لوگ عمر بن حارث خولانی کو حضرت عمار کا قاتل بتاتے ہیں۔ حضرت عمار کی عمر اکانوے یا چرانوے برس ہوئی۔ حضرت عمار کی میت کو غسل دیے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بغیر صفین میں دفنا دیا گیا، حضرت علی نے ان کی اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے ہاشم بن عتبہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ کئی صدیوں کے بعد بھی صفین کے مقام پر حضرت عمار کی قبر کی نشان دہی کی جاتی رہی۔

جنگ صفین کی اگلی رات لیلۃ الہریر تھی۔ ہریر کے معنی ہیں: کتے کی چوں چوں۔ جنگ قادسیہ کی طرح جنگ صفین کی اس رات کو بھی یہ نام دیا گیا۔ شاید یہ زمانۂ جاہلیت کی جنگ ہریر (یوم الہریر) سے مستعار ہے جو بکر بن وائل اور بنوتمیم کے قبائل میں ہوئی، اس میں بنوتمیم کا سردار حارث بن بیبہ مارا گیا تھا۔ قادسیہ اور صفین کی ان دونوں راتوں میں مشترک بات یہ ہے کہ ان میں شدید لڑائی اور بھاری جانی نقصان ہوا اور ان سے اگلا دن فیصلہ کن رہا۔ جنگ صفین کی اس ہولناک رات اور اگلے پچھلے دو دنوں میں مسلسل تیس گھنٹے معرکہ آرائی ہوئی جس میں طرفین کے ستر ہزار مسلمان شہید ہوئے، بیعت رضوان میں شریک تریسٹھ صحابہ بھی ان میں شامل تھے۔ جنگ کے آخری دن حضرت علی نے حضرت معاویہ سے کہا: خون ریزی کرنے کے بجاے دوبدو جنگ کر لو، لیکن انھوں نے یہ سوچ کر کہ حضرت علی کا مدمقابل جان بر نہیں ہوتا، انکار کر دیا۔ تب حضرت علی نے ربیعہ اور ہمدان کے قبائل کو اپنی ڈھال اور نیزہ قرار دیا۔ خود خچر پر سوار ہوئے اور ان قبیلوں کے بارہ ہزار رضا کاروں کو ساتھ ملایا اور شامیوں پر یک بارگی ٹوٹ پڑے۔ جیش معاویہ کی صفیں بکھر گئیں، سپاہیوں کے کشتوں کے پشتے لگاتے ہوئے وہ حضرت معاویہ تک جا پہنچے۔ دوپہر کے بعد مالک اشتر نے گھڑ سوار فوج کے ساتھ حملہ کیا جو فیصلہ کن ثابت ہوا۔ شکست ہونے کو تھی کہ حضرت معاویہ پکارے: ہم لوگوں کو کیوں مروا رہے ہیں؟ اللہ کو حاکم کیوں نہیں بنا لیتے۔ حضرت عمرو بن عاص کے مشورے پر شامی فوج نے قرآن نیزوں پر بلند کر لیے اور صلح کی پیش کش کر دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس بولے: اب لڑائی ختم ہوئی اور فریب شروع ہو گیا ہے، لیکن سپاہیوں نے جو لڑتے لڑتے تھک چکے تھے صلح کی پیش کش کو غنیمت سمجھا اور تلواریں میانوں میں ڈال لیں۔ سبائی فرقہ بھی حرکت میں آ گیا، اس نے جنگ بندی کے لیے دھمکیاں دینا شروع کر دیں حضرت علی تو اشتر کے دستے کو واپس بلانے پر مجبور ہو گئے۔ فریقین میں جنگ بندی کا معاہدہ ہوا اور نزاعات کو ثالثی کے ذریعے سے طے کرنے کا فیصلہ ہوا۔ افسوس کہ یہ معاہدہ روبہ عمل نہ آ سکا، بلکہ الٹا فتنۂ خوارج نے زور پکڑ لیا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر نے شہادت سے پہلے قرآن کو حکم بنانے کی تجویز کو ناپسند کیا تھا۔ انھوں نے جنگ کو ترجیح دی اور لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ صفین کے روز میں نے حضرت عمار کو یوں دیکھا کہ ایک طویل القامت، گندمی رنگ کا خوردہ سال بوڑھا کانپتے ہاتھوں سے بھالا پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

میں میری جان ہے، میں نے اس بھالے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین مرتبہ قتال کیا ہے اور یہ چوتھی بار ہے۔ اس رب کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ہمارے یہ مدمقابل اگر ایسی چوٹ پہنچائیں کہ ہمیں بحرین (یا یمن) کے شہر ہجر کے کھجور کے درختوں کی شاخوں میں پھنسا دیں تو بھی مجھے یقین ہوگا کہ ہمارے مصلحین حق پر ہیں اور یہ گمراہی کو اختیار کیے ہوئے ہیں (احمد، رقم ۱۸۷۸۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۶۵۱)۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عمار نے جنگ صفین میں یہ اشعار بھی پڑھے:

نحن ضربناکم علی تنزیله فالیوم نضربکم علی تاویله

''ہمارے مقابلے میں آنے والو، ہم نے تمھیں رسول پر نازل ہونے والے قرآن پر عمل کرتے ہوئے چوٹیں لگائی تھیں اور آج اسی قرآن کی تاویل کے مطابق ماریں گے۔''

ضربًا یزیل الهام عن مقیله ویذهل الخلیل عن خلیله

''ایسی مار جو کھوپڑی کو سینے سے الگ کر دے اور دوست کو دوست سے غافل کر دے۔''

أو یرجع الحق إلی سبیله

''یا حق اپنی راہ پکڑ لے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جنگ ختم ہوئی تو کئی سپاہیوں نے حضرت عمرو بن عاص کے پاس آ کر حضرت عمار کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا۔ حضرت عمرو نے ہر ایک سے پوچھا: تم نے انھیں (آخری وقت) کیا کہتے سنا؟ وہ الٹ پلٹ جواب دیتے رہے، حتیٰ کہ ابن حوی آیا اور بتایا کہ میں نے انھیں یہ رجز پڑھتے سنا:

الیوم ألقی الأحبة محمدًا و حزبه

''آج میں دوستوں سے ملوں گا، یعنی محمد اور ان کی جماعت سے۔''

تو حضرت عمرو نے کہا: تو سچ کہتا ہے، تو ہی ان کا قاتل ہے، ساتھ ہی کہا: تو نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے، میرا دل تو چاہتا ہے کہ اس سانحہ سے بیس برس قبل ہی مر گیا ہوتا۔ اسی طرح دو اور آدمی حضرت عمار کے قتل اور جنگ میں ان کے چھوڑے ہوئے سامان کا دعویٰ کرتے ہوئے عمرو کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: نکل جاؤ، تمھارا ناس ہو، دوزخ کے لیے جھگڑ رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار پر ظلم ڈھانے والوں اور ان کی جان لینے والے کو جہنمی ہونے کی وعید سنائی ہے (مسلم، رقم ۲۹۱۶)۔ حضرت معاویہ بولے: ان لوگوں نے ہمارے لیے اپنی جانیں کھپا دی ہیں اور تم انھیں دوزخ کی باتیں سنا رہے ہو؟ حضرت عمرو نے جواب دیا: واللہ، ایسا ہی معاملہ ہے۔ حضرت معاویہ کے کمانڈر ذوالکلاع کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عمار کو فرمایا ہوا ارشاد: ''تمھیں ایک باغی

گروہ قتل کرے گا'' بہت کھٹکتا تھا۔ وہ حضرت عمار کی شہادت سے پہلے مارے گئے تو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ سے کہا: مجھے سمجھ نہیں آتا کہ حضرت عمار کے قتل کی خوشی مناؤں یا ذوالکلاع کی موت کو زیادہ مبارک سمجھوں۔ حضرت عمار کے جانے کے بعد ذوالکلاع زندہ رہتے تو اہل شام کی اکثریت کو حضرت علی کے پاس لے جاتے اور ہماری فوج برباد ہو جاتی۔ حضرت عمرو بن عاص کے بیٹے عبداللہ نے اسی فرمان نبوی کو مدنظر رکھتے ہوئے جنگ میں اپنے باپ کا ساتھ نہیں دیا، حالاں کہ وہ اس موقع پر موجود تھے (احمد، رقم ۶۵۳۸)۔ ایک اور صحابی حضرت خزیمہ بن ثابت جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی فوج میں شامل تھے، لیکن اس ارشاد نبوی کو ذہن میں رکھتے ہوئی تلوار نکالی نہ لڑائی میں حصہ لیا اور کہا: عمار کی شہادت کے بعد قتال کروں گا۔ چنانچہ یہ خبر سن کر وہ خیمے میں گئے، غسل کر کے اسلحہ زیب تن کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ حضرت معاویہ حضرت عمار کی شہادت سے لاتعلقی ظاہر کرتے رہے، حضرت عمرو بن عاص نے ان کی توجہ اس فرمان رسالت کی طرف دلائی تو وہ جھنجھلا گئے اور کہا: کیا ہم نے انھیں قتل کیا ہے؟ انھیں تو ان لوگوں نے مروایا ہے جو انھیں ساتھ لائے تھے (احمد، رقم ۶۹۲۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۶۶۰)۔ حضرت عمر بن خطاب کے آزاد کردہ ہنی جیش معاویہ میں شامل تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ جنگ کے دوران میں حضرت معاویہ کے سپاہی عہد کرتے رہے، ہم ہرگز حضرت عمار کو قتل نہ کریں گے۔ ایسا کیا تو ہم پر گمراہ گروہ کا اطلاق ہو جائے گا۔ حضرت عمار کی شہادت کے روز انھوں نے حضرت عمرو کو یہ خبر سنائی تو انھیں یقین نہ آیا۔ خود جا کر حضرت عمار کی میت دیکھی تو ان کا رنگ فق ہو گیا اور کہا: جس نے انھیں شہید کیا، خارج ہو گیا۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com